# اسلامی ادب میں واقعۂ معراج

طاہرہ انعام
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین محمد آباد، فیصل آباد

# NARRATION OF MI'RAAJ IN ISLAMIC LITERATURE

Tahira Inam
Assistant Professor of Urdu
Govt. Degree College(W)
Ghulam Muhammad Abad, Faisalabad

## Abstract

Mi'raaj-un-Nabi has a great impact on Muslim thoughts and views. Narration of the event of Mi'raaj is found in whole Muslim literature of each language. The Sufis have been using the terminology of Mi'raaj to depict their own mystical experiences and observations. The written contemplation of Muslim saints and classical Islamic literature contain the elements of thoughts related closely to Mi'raaj. The article presents a study of the event of Mi'raaj by incorporating examples from three major languages of the Muslim i.e., Arabic, Persian and Urdu.

**Keywords:**

اسلامی ادب، واقعۂ معراج، تصوف، طریقت، رسالۃ الغفران، منطق الطیر

مسلم خیالات وافکار پر واقعۂ معراج نے مستقل اثرات مرتب کیے۔ مسلمانوں کی ہر زبان کے ادب میں روایتِ معراج کا سراغ ملتا ہے۔ دوسری صدی ہجری کے صوفیہ نے اپنے روحانی تجربات وواردات کو معراج کی اصطلاحوں میں بیان کیا۔ کیوں کہ آں حضور ﷺ نے روح کے تزکیے اور عروج وارتقا کے بعد تجلّیِ ذات تک رسائی کے جو مراحل طے کیے وہی ایک صوفی کا منتہا و مقصود ہیں۔ اسی کوشش میں درپیش روحانی تجربات کو صوفیہ نے تصانیف کی شکل بھی دی ہے۔ کہا جاتا ہے یہ روحانی معراج حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی نصیب ہوئی۔ رسالہ القشیریہ میں ان سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو میں نے عرض کیا یا اللہ میں تجھے کیسے پاؤں؟ فرمایا: اپنے نفس سے جدا ہو کر چلے آؤ۔(۱) ''تذکرۃ الاولیاء'' میں حضرت بایزید بسطامی کے حوالے سے عرش کے نزدیک جانے اور مقام قرب میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔(۲) فرمایا کہ مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور عالم ملکوت میرے مشاہدے میں آگیا تو مجھے وہاں سے رضا و محبت حاصل ہو گئے۔(۳) ''حضرت بایزید بسطامیؒ کے معراج کی کیفیت'' کے عنوان سے یہ ذکر کچھ تفصیل سے کیا گیا ہے کہ خدا نے انھیں تمام موجودات سے بے نیاز کر کے اپنے نور سے منور فرمایا، اسرار و رموز سے آگاہی عطا کی اور انھوں نے چشم یقین کے ساتھ خدا کا مشاہدہ کیا۔(۴)

ابنِ عربی تصوف و طریقت میں اجتہادی مقام رکھتے ہیں۔ "فتوحاتِ مکیہ" میں انھوں نے اکثر وہ باتیں بیان کی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیت مکرّم کے طواف اور حرم شریف میں مراقبے کے دوران عطا فرمائیں۔ یہ سینکڑوں صفحات پر مشتمل کتاب ہے جس میں شیخ کے روحانی تجربات، واردات اور مکاشفات کا بیان ہوا ہے۔ ابنِ عربی کی معراج بنیادی طور پر سات افلاک کی سیر پر مشتمل ہے۔ اس آسمانی سفر پر دو کردار روانہ ہوتے ہیں۔ فلسفی برّاق پر سوار ہے اور عارف رفرف پر۔ اس سفر کے تمام مراحل تصوف اور الٰہیات کی صوری تشکیلات سے عبارت ہیں۔ دنیا میں روحِ انسانی کا یہ سفر اس آخری نصب العین کی تکمیل کا مرحلہ ہے کہ روحِ انسانی کی بلند ترین غایات کو غیبی مدد اور معرفت کے ذریعے حاصل کر لیا جائے۔

شروحِ احادیث، قرآنی آیات کی مختلف تفاسیر اور صوفیانہ تعبیرات سے روایتِ معراج میں ایک حکایتی انداز پیدا ہو گیا۔ اسلامی عقائد میں معراج النبی ﷺ کی وہ تمام تفاصیل موجود تھیں جن میں بہشت اور دوزخ کے خاکے اور منازل و مدارج، جزا و سزا، مشاہدات و مناظر، افراد کی حرکات و سکنات کے انداز، اس عظیم سفر کی واردات اور رموز و کنایات و اشارات کا خزینہ ہیں۔ معراج کی اسلامی روایت

تمام طبقاتِ مسلمین کے لیے ایک مسلمہ حقیقت اور بہ حیثیت معجزۂ رسول نظامِ عقائد میں ایک اہم جز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ بعض اور پیغمبروں کے متعلق بھی معراج کا ذکر ملتا ہے لیکن معراج کی واضح ترین روایت کی مثال صرف آں حضور ﷺ کے معجزۂ معراج سے ملتی ہے جسے اسلامی معاشروں میں ایک تہوار کی حیثیت حاصل ہے۔

ادب و فن پر روایتِ معراج کا ایک اثر یوں ظاہر ہوا کہ شعرا و ادبا نے معراج ہی کے مدارج و مقامات کی سیر کے نمونے پر تخیلی سطح پر کسی دوسری دنیا کی سیر کی، عالمِ ارواح یا عالمِ بالا کا سفر کیا۔ ڈاکٹر اسلم انصاری لکھتے ہیں:

> ''معراج کے نمونے پر پہلی ادبی کاوش عربی کے شاعر ابوالعلاالمعری کی ''رسالۃ الغفران'' ہے۔''(۵)

ابوالعلاالمعری نے "رسالۃالغفران" میں جنت و دوزخ کی خیالی سیر کے ذریعے رحمتِ الٰہی کی وسعت کو ظاہر کیا، بو علی سینا نے "رسالۃالطیر" میں معراج کا اطلاق پرندوں کی پرواز پر کیا ہے۔ یہاں گناہ گاروں کی روحوں کا احوال علامتی طور پر بیان ہوا ہے جو دنیاوی بندھنوں کو توڑ کر آٹھ پہاڑوں کی بلندی کو عبور کر کے خالقِ مطلق کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ حکیم سنائی غزنوی نے مثنوی "سیر العباد الی المعاد" میں ایک جہانِ دیگر کے سفر کی روداد بیان کی ہے۔ اپنے ممدوح ابوالمفاخر محمد منصور کی وفات کے بعد عالمِ مثال میں اس کے نور تک رسائی گویا شاعر کے لیے روحانی معراج کے مترادف تھی۔ شیخ فرید الدین عطار نے "منطق الطیر" میں تیس ثابت قدم پرندوں کا سات پُر صعوبت وادیوں سے بے حد مشکل سفر بیان کیا ہے جو ایک اعتبار سے سالک کے روحانی سفر کی تمثیل ہے۔ عبدالکریم الجیلی نے "الانسان الکامل" میں عالم مثال یا عالم افلاک کی کچھ تفصیلات بیان کی ہیں اور انھیں اپنے ذاتی مشاہدات قرار دیا ہے۔ اکابر صوفیہ کی تحریروں میں روحانی واردات کے بیان میں عروجِ روحانی اور مشاہداتِ تجلی ذات کے کئی بیانات اشارۃ یا صراحتاً ملتے ہیں جو حضرت مجدّد الف ثانی کے مکتوبات اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحریروں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔(۶) اردوایراف زرتشتی مذہب کے بزرگوں میں سے ایک تھا، اس کے عروج کی یہ روایت دسویں سے چودھویں صدی ہجری کے دوران کسی وقت لکھی گئی ہے۔ وہ سات دن بہ حالتِ خواب عالمِ بالا میں رہا اور اعراف، دوزخ اور برزخ کے مناظر دیکھ کر لوٹا: ''گناہ گاروں کو اس کی بتائی ہوئی

سزائیں اور نیکوں کی جزاء، احادیثِ معراج کے مطابق ہے یا ان احادیث سے بہت قریب اور یہ افسانہ بالضرور واقعۂ معراج کے تابع لکھا گیا ہے۔"(۷)

واقعۂ معراج کا ایک اہم اثر شعری تخلیقات پر ہوا، معراج نامہ کو بہ طور صنف اپنایا گیا۔ اسلامی ادب میں اس موضوع کو حمد و نعت کے بعد سب سے زیادہ پذیرائی ملی۔ ہر عہد میں شعرا نے مکمل یا جزوی معراج نامے لکھے اور واقعہ کی روایات کو عصری تخیلات سے آمیز کر کے شعری تجربے کا حصہ بنایا۔ چودھری محمد حسین کے بہ قول:

"معراجِ پیغمبر کی روایت کا مسلمانوں کے عقیدہ و تصوّر پر اتنا تسلط ہے کہ کوئی زبان دنیا میں ایسی نہ ہو گی جسے عام طور پر مسلمان بولتے ہوں اور اس میں "معراج نامہ" موجود نہ ہو۔"(۸)

معراج کا موضوع مسلم شعرا کے لیے دل کش رہا ہے جس کی مثال میں تمام اہم زبانوں کے شعرا کی تخلیقات موجود ہیں۔ معراج کے آغاز و مراحل کے متعلق کثیر روایات کو شعرا نے نظم کیا ہے اور اس کے تحت دیگر انبیائے عظام پر آپ ﷺ کے تفوق، آپ ﷺ کی سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تک رسائی، آسمانی اسرار اور رموز کا کھلنا، اسمائے الٰہیہ کی تعلیم، حجابات کا اٹھنا اور تجلیٔ الٰہی کی عطا کے مضامین باندھے ہیں۔ معجزہ معراج ان حالات میں رونما ہوا کہ جب کفار کی ایذائیں بہت بڑھ چکی تھیں اور ان آزمائشوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کے مددگاروں کی تعداد کم تھی۔ ایسے میں یہ خارقِ عادت واقعہ نہایت اہم تھا اور زمانۂ نبوی سے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے اشعار میں بیان کرنا شروع کر دیا تھا۔ شعرائے رسول ﷺ میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے نام شامل ہیں۔ اگرچہ ابتداً اسلامی شاعری قریش کے ہجو گوؤں کے جواب میں وجود میں آئی لیکن اس میں حقیقی مدح کے نمونے ملتے ہیں جو تاثیر اور حکمت سے مزین ہیں۔ آپ ﷺ کی شانِ مبارک بیان کرنے میں آپ ﷺ کے ثناخوانوں نے معجزات کا بیان بھی کیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے معجزۂ معراج کو احساناتِ الٰہی میں شمار کیا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دلی صدق و یقین اس بین معجزے میں کوئی اشکالات نہیں دیکھتا بل کہ ربِ عظیم کی جانب سے کی گئی وحی کو سوال اور تجسس کرنے والوں کے لیے نصیحت، شفا اور رحمت قرار دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مصطفی ﷺ کی طرف جو وحی فرمائی اس کے احکام کبھی پرانے اور بوسیدہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ نے کتاب میں جو لکھ دیا اس میں کوئی اشکال نہیں۔

عجبتُ لما اسری الإلهُ بعبده
من البیت لیلاً نحو بیت مقدس
کلا طلقیه کان منّ ببعضها
ذھابا و اِقبالاً و ما من معرّس
فآمنتُ ایماناً بربی و بینت
لنا کتب من عنده لم تُلبّس
مبینة فیها شفاء و رحمة
و موعظةٌ للسائل المتجسّس
نری الوحیَ فیها مُستبیناً و خطةً
من الوحیِ تمحو کلّ امرٍ مُعمّس
اله عظیم القدر اَوحَی کتابه
اِلی مصطفی ذی عفة لم یدنّس(۹)

(اللہ کا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانا تعجب خیز امر ہے۔ وہ دونوں (رات اور دن) بغیر رُکے ایک دوسرے کے آگے پیچھے جا رہے تھے آپ نے ان میں سے کچھ پر احسان کیا۔ میں اپنے ربّ پر ایمان لایا اور ہم پر واضح ہو گیا کہ اس کے کہے ہوئے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ روشن ہے اس میں شفا اور رحمت ہے اور سائل و متجسس کے لیے سامانِ نصیحت ہے۔ ہم نے روشن وحی کو دیکھا کہ وحی کا لکھا ہوا ہر امر شکوک کو مٹا ڈالتا ہے۔ خدائے عظیم القدر نے اپنی کتاب صاحب عفت جناب مصطفیٰ ﷺ کی جانب وحی کی جو کبھی بوسیدہ نہ ہو گی۔)

بعد کے ادوار میں مداحانِ نبوی ﷺ میں اہم نام امام بوصیری (۱۲۱۳ء۔ ۱۲۹۴ء) کا ہے۔ ان کے قصائد میں توصیفِ محمد ﷺ کا مضمون جابہ جا تذکرہ و معجزات سے مزیّن ہے اور معراج کا ذکر ان معجزات میں نمایاں ہے۔ آپ ﷺ کا زمین و آسمان سے بلند مقام تک پہنچنا اور اس عروج کو پانا، جس سے زیادہ کی خواہش کسی بشر سے ممکن نہیں اور لوگوں کے سامنے آپ ﷺ کا اس معجزے کو بیان کرنا، ان سب باتوں کا ذکر ان کے قصائد میں ملتا ہے۔

فطوی الارض سائراً و السموا
تِ العلا فوقها له اسراء

فصِف الليلة التي كان للمخ
تار فيها على البُراق استواءُ
و ترقي به الیٰ قاب قوسی
ن و تلك السيادة القعساء
رُتب تسقُط الامانی حَسَری
دونها ما وراءهن وراء
ثم وافی يحدث الناس شكرا
اذ اتته من ربه النَّعماءُ
و تحدّی فارتاب کل مريب
أو يبقی مع السيول الغثاء(۱۰)

(تمام زمین کو لپیٹ دیا گیا آپ ﷺ کے لیے اور تمام بلند آسمانوں کو بھی کیوں کہ آپ ﷺ کو معراج کرائی جا رہی تھی۔ اے بوصیری اب اس رات کی تعریف کر نبی مختار کے لیے، کہ جس میں براق پر استوا فرمانا تھا۔ اس میں قاب قوسین تک ترقی کر گئے اور آپ ﷺ کے لیے ہی یہ سرداری ثابت ہے۔ وہ رتبے آپ ﷺ کو ملے کہ تمام خواہشات حسرت سے ساقط ہو گئیں وہ خواہشات جن کے پیچھے اور آرزوئیں ہیں۔ پھر آپ ﷺ مقررہ وقت پورا کر کے آئے، شکر بجالاتے ہوئے لوگوں کو یہ واقعہ بتایا جس میں ربّ کی نعمتیں ملی تھیں۔ آپ ﷺ نے مقابلہ کیا اور ہر شک والے کے شک کو دور کیا جو سیلاب میں کم زور تنکوں کی طرح باقی تھے)

قصیدہ بردہ میں امام بوصیری نے معراج کا خوب صورت بیان کیا ہے کہ جس طرح بدر کامل سیر کرتا ہے، آپ ﷺ مکے سے اقصیٰ تک گئے اور اللہ تعالی کے حکم سے مدارج کو طے کرتے ہوئے قاب قوسین کا وہ بلند مقام پایا کہ جو حدِ ادراک سے پرے ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے راز و نیاز سے آگاہ کرنے کو یہ وصل فرمایا اور مسلمانوں کے لیے خوش خبری ہے کہ خیر الرسل کے باعث وہ خیر الامم قرار پائے۔

سریتَ من حرمٍ لیلاً إلی حرمٍ
کما سری البدرُ فی داج من الظلمِ
و بتَّ ترقیٰ إلی أن نِلتَ منزلةً
مِن قاب قوسین لم تدرک و لم تُرَم

وَ قَدَّمَتْكَ جميع الانبياءِ بها
و الرسل تقديم مخدومٍ على خَدَمِ
و أنت تخترق السبع الطِّباقَ بهم
فی موکب کنتَ فیه صاحب العَلَمِ
حتیٰ إذا لم تَدَع شاوًا لمستبق
من الدُنّو و لا مرقاً لمستنم
خففتَ کُلّ مقام بِالاضافةِ اذ
نودیتَ بالرّفع مثل المفرد العلم
کَیما تفوز بوصل أی مستتر
عن العیون وَ سِرٍّ اَیِّ مکتتم
فحُزتَ کل فخار غیر مشترک
و جزتَ کل مقامٍ غیر مذدحم
وَ جَلَّ مقدارُ مَا ولیتَ من رُّتَبٍ
وَ عَزَّ اِدْرَاکُ ما اُولِیْتَ من نِّعَمِ
بُشریٰ لنا مَعشَر الإسلام إنَّ لَنَا
من العنایة رکنا غیر مُنهدمِ
لمّا دَعی اللّٰہُ داعینا بطاعتهِ
باکرم الرسل کُنَّا اکرم الأُممِ(۱۱)

(معراج میں آپ ﷺ اس طرح مکے سے اقصیٰ گئے جس طرح بدرِ کامل رات میں سیر کرتا ہے۔ سارے مدارج طے کیے اور ایسا مقام پایا جو قاب قوسین سے کم اور ادراک سے پرے ہے۔ مسجدِ اقصیٰ میں سارے انبیا کے پیشوا بن کر آپ مخدوم تھے اور باقی سب انبیا خدام تھے۔ سات آسمانوں کا سفر انبیا کے ساتھ طے کیا اور آپ باشان و علمِ افواجِ ملائک میں تھے۔ بڑھنے والوں کے لیے مرتبہ باقی نہ رکھا۔ آپ ﷺ کا فیضِ قدم ہر بلند و پست پر تھا۔ آپ ﷺ نے سب کے مدارج و مقام پست کر دیے جب بلندی پر با حشم مدعو ہوئے تا کہ آپ ﷺ وصل کے بعد اسرارِ پوشیدہ سے واقف ہوں۔ حق نے فضل و کرم سے سارے راز ظاہر کر دیے۔ سب فضائل غیر شرکت آپ ﷺ

میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے سب مرتبوں کو تنہا طے کیا۔ آپ ﷺ کو جو رتبے ملے عظیم الشان ہیں۔ جو کچھ نعمتیں حاصل ہوئیں وہ ادراک سے پرے ہیں۔ اے مسلمانو! یہ اپنے واسطے خوش خبری ہے کہ فضل و کرم سے ایسا مضبوط ستون ملا، جب کہ ان کو حق نے خود خیر الرسل فرمادیا۔ طاعتِ حق کے سبب ہم خیر الامم ہو گئے۔)

جدید شعرائے عربی نے بھی واقعۂ معراج کے حوالے سے رسولِ پاک ﷺ کے مقامِ اعلیٰ، قدر و منزلت اور عروج کو بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ مقام وصل حاصل کیا کہ جس کی تعلیل و تشریح کسی کے بس میں نہیں اور نہ ہی یہ تکریم کسی کا مقدر ہوئی۔

محمود سامیؔ (۱۸۳۰ء-۱۹۰۴ء) کے اشعار کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

وحبّذا ليلة الاسراء حين سرى
ليلا الى المسجد الاقصى بلا اتم
رأى به كرام الرسل طائفة
فأُمهم ثم صلى خاشعا بهم
بل حبذا نهضةُ المعراج حين سما
به إلىٰ مشهد فى العِزّ لم يُرَم
سماء الى الفلک الاعلیٰ فنال به
قدراً يجِلُّ عن التشبيه فى العظم
وَ سَارَ فى سُبُحات النور مرتقيا
إلى مدارج اَعيَت كل معتزم
و فاز بالجوهر المكنون من كِلِمٍ
لَيسَت إذا قرنت بالوصف كالكلم
سِرٌّ تحارُ به الالبابُ قاصرةً
ونعمةً لم تكن فى الدّهر كالنعم
هيهات يبلغ فهمٌ كنه ما بلغت
قرباهُ منه وقد ناجاهُ من امم
فيا لها وُصلةً نال الحبيبُ بهَا
ما لم ينله من التكريم ذو نَسَم(۱۲)

(شبِ اسریٰ کیا ہی خُوب ہے کہ جب آپ ﷺ کو بغیر کسی رہنما کے رات میں مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا۔ آپ ﷺ نے وہاں معزز رسولوں کی جماعت کو دیکھا پھر انھیں خشوع کے ساتھ نماز پڑھائی۔ معراج کا رتبہ کیا ہی خُوب ہے۔ جب آپ ﷺ اس جلوہ گاہ کی طرف بلند ہوئے جس کا کبھی قصد نہیں کیا گیا۔ آسمان سے فلک اعلیٰ تک پہنچے اور آپ ﷺ کو وہ قدر و عزت ملی جو اپنی عظمت میں ہر تشبیہ سے بالا ہے۔ پھر آپ ﷺ نور کی کرنوں میں ان مدارج تک چڑھتے گئے جہاں پہنچنے سے صاحبانِ عزم عاجز ہیں اور آپ ﷺ نے اس جوہر مکنون تک رسائی کی مراد پائی اور جب اس کے قریب ہوئے تو کلام کے شرف سے مشرف ہوئے۔ یہ وہ راز ہے کہ عقل اس تک رسائی سے قاصر ہے اور وہ نعمت ہے کہ زمانے بھر کی نعمتیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ وہ مرتبہ کیا ہی اچھا ہے جو حبیب ﷺ نے پایا اور جو تکریم آپ ﷺ کو ملی وہ کسی ذی روح کو نہ ملی۔)

نجیب محفوظ (۱۹۱۱ء-۲۰۰۹ء) نظم "معجزہ" میں لکھتے ہیں کہ معجزات کو عقل سمجھ نہیں سکتی۔ معجزہ پر ایمان ویقین کے سلسلے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال پیش کرتے ہیں کہ کفار کے استفسار پر انھوں نے معجزہ کی تصدیق کی:

وعندما كانت ثمرة العقل الفاسدة ترقد في الطين
كان أبوبكر يضرب المثل في الايمان و اليقين
ففى يوم المعراج احاط الكفار به
لِيَسْمَعُوْا في المسالة رأيه
بزعم انه اسرى به هناك، وخالط الملائكة
و انه ارتقىٰ سبع سماوات، قابل الله(۱۳)

(اور جب کہ تم دیکھتے ہو کہ عقلِ فاسد کا ثمر یہ ہے کہ دوسروں پر کیچڑ اُچھالا جائے ابو بکرؓ کی ایمان ویقین کے باب میں مثال پیش کی جاتی ہے۔ معراج کے دن کفار نے انھیں گھیر لیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ کے اس زعم کے متعلق رائے جان سکیں کہ وہ راتوں رات

وہاں تک لے جائے گئے اور فرشتوں سے ملے اور سات سماوات سے بھی اوپر گئے اور اللہ سے ملاقات کی۔)

فارسی زبان کے سخن ور بھی واقعۂ معراج سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ شعرائے فارسی کی شاعری اسلام کے اعتقادات اور قرآن سے بہت اثر پذیر ہے۔ لہٰذا انھوں نے اس واقعے پر خاص توجہ کی۔ کچھ لوگوں نے اس کو حکایت، تلمیح، استشہاد یا اقتباس کے انداز میں برتا۔ قصیدے کی پابند فضا کی نسبت مثنوی کے حکایت کے انداز اور قافیے کی سہولت کے باعث یہ واقعہ مثنوی میں بالعموم نظم کیا گیا۔ ان معراج ناموں کا موضوع اس واقعے کی تائید و تصدیق، معراج جسمانی کو ثابت کرنا اور رؤیتِ الٰہی پر بحث تھا۔ شعرا نے آیات و احادیث کی روایات کے ذریعے، خیال انگیزی اور منظر نگاری کی آمیزش سے اسے پیش کیا۔ اختلافِ روایات کو بھی بیان کیا گیا۔ معراج کے آغاز و انجام، مراحل اور زمینی وقت سے ماورا تناظر میں اس کے وقوع پر بہ طور خاص لکھا گیا۔ نیز برّاق کی تعریف جبرئیل علیہ السلام کی مدح، آسمانوں کی کیفیت میں شعرا نے خوب زورِ قلم صرف کیا ہے۔ پھر اپنے کلام کی وقعت میں معراج سے مربوط آیات و احادیث کو بھی تلمیحات کی صورت بخشی ہے۔ اس کے علاوہ معراج سے متعلقہ شاعری میں عرفان واخلاق پر مشتمل مضامین بھی آئے ہیں جن میں جذبہ عشق کے تحت سیر وسلوک کے مراحل طے کرنے میں انسان کا تمام مخلوقات پر مقامِ شرف متعین ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

مجید حاجی زادہ نے ابنِ سینا کے حوالے لکھا ہے کہ معراج کے موضوع کی مستقلاً اثر پذیری دسویں صدی کے بعد کے شعرا پر دکھائی دیتی ہے مثلاً جمال الدین محمد کی مثنوی یا معراج نامۂ اعظم بیجارودی یا مداح خوانساری کی منظومات وغیرہ وقت گزرنے کے ساتھ ''معراج نامہ'' بالخصوص فارسی شاعری میں مقبول ہوا مثلاً نظامی، خسرو، جامی کے معراج ناموں کے علاوہ دیگر شعرا کا بھی معمول تھا کہ وہ کلام میں حمد و مدح کے بعد اس مضمون کو باندھتے تھے۔(۱۴) ڈاکٹر اسماعیل آزاد فتح پوری لکھتے ہیں:

> "حکیم سنائی فارسی زبان وادب کا پہلا شاعر ہے جس نے نعت کے ضمن میں معراج نامے داخل کیے۔ اس کے بعد تقریباً نعت کے ہر بڑے شاعر نے معراج نامے لکھے اور اس طرح شعرائے نعت نے معراج سے متعلق جزئیات جمع کر دیں۔"(۱۵)

"حدیقۃ الحقیقہ" میں نعت پیامبر کے باب میں "فی ذکر معراجہ صلوات اللہ علیہ" کے عنوان سے مثنوی لکھی ہے اور جملہ انبیاے عظام پر آپ ﷺ کی فوقیت کو معراج کے ذریعے واضح کیا ہے۔

سنائی (۱۰۸۰ء۔۱۱۳۱ء) نے ذکر معراج میں سب سے پہلے وہ تلمیحات استعمال کیں جنھیں بعد کے شعرا نے برتا:

بلبل گلستان ما اوحی
شمسہ چرخ الذی اسری
محترم بودہ در جھان قدم
نور اور پیش آدم و عالم(۱۶)

(اس گلستان کا بلبل کہ جس پر وحی اتری، ذاتِ باری تعالیٰ جس نے انھیں آسمانوں کے روشن دان سے سیر کرائی۔ وہ ہستی کہ جسے سبقت لے جانے والوں کے جہان میں عزت و تکریم حاصل ہوئی۔ ان کے نور کو حضرت آدمؑ اور دنیا کی ہر شے پر تقدم حاصل ہوا۔)

اسدی طوسی (۹۹۹ء-۱۰۷۲ء) نے "گرشاسپ نامہ" میں "در معراجِ پیغمبر" کے عنوان سے اشعار درج کیے ہیں۔ یہ فارسی میں اولین معراج ناموں میں شمار ہو سکتے ہیں لیکن بعد کے ادوار کے معراج ناموں کی نسبت اس میں تنوعِ مطالب، شاعرانہ مہارت کم ہے اور اشعار کی تعداد بھی مختصر ہے۔

ز ھاموں بہ چرخ بریں شد سوار
سخن گفت بر عرش با کردگار
گہ رست خیز آب کوثر و راست
لو او شفاعت سرا سرو راست
مرا ندامش ایزد یکایک ستود
ھرہاش را بر ھنر بر فزود
ورابدبہ معراج افتن ز جای
بہ یک شب شدن گرد ھر دوسرای
مہ از ہر فرشتہ بدش پا یگاہ
براز قاب قوسین بہ یزدانش راہ
سرافیل ھم رازش وھم نشست
براق اسپ و جبریل فرماں پرست(۱۷)

(وہ صحرا سے آسمان معلّیٰ پر سوار ہوئے اور عرش پر اللہ سے ہم کلام ہوئے۔ قیامت کے وقت وہ صاحبِ آبِ کوثر ہوں گے اور منصبِ شفاعت پر سرورِ راست کی طرح فائز ہوں گے۔ ان کے جسمِ ناز کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا۔۔۔ ایک صاحب اور سردار کا معراج میں ایک جگہ سے اُٹھنا اور ایک ہی شب میں ہر دو جہاں کے گرد پہنچ جانا، چاند سے لے کر ہر فرشتہ ان کے قدموں کے زیرِ اثر آ گیا اور مقام قاب قوسین پر پہنچ کر انھوں نے اپنے اللہ کی راہ کو پا لیا۔ اسرافیل ان کے ہم راز اور ہم نشین ہو گئے براق، گھوڑا اور جبریل ان کے زیرِ فرمان آ گئے۔)

اس سفر آسمانی کا انجام یوں لذت بخش ہے کہ رب تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے یہ رتبہ صرف آپ ﷺ کی ذات پاک کو بخشا کہ آپ ﷺ قربِ الٰہی کی بلند منزلوں پہ فائز ہوئے۔ مقام قاب قوسین کی تشریح محال بل کہ ناممکن ہے لیکن شعرا نے کمالِ عشق نبی ﷺ کے طفیل اپنی استعداد و قابلیت اور ادراک و ہنر مندی کے مطابق اس مقامِ وصل کو شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ نظامی لکھتے ہیں:

از حجلۂ عرش بر پریدی
ھفتاد حجاب را دریدی
تنہا شدی از گرانی رخت
ھم تاج گزاشتی و ھم تخت
بازار جہت بہ ھم شکستی
از زحمت تخت و فوق رستی
حزگاہ برونِ زدی ز کونین
در خیمۂ خاص قاب قوسین(۱۸)

(جب آپ ﷺ عرش کی آراستہ آرائش گاہ کی طرف (بسلسلۂ معراج) پرواز کر رہے تھے آپ نے اسرار و معارف کے ستر چاک کر رہے تھے۔ آپ نے اپنے آپ کو ساز و سامان کے بوجھ سے علیحدہ کر لیا۔ آپ نے تاج و تخت کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ نے اطراف و جوانب کے بازار کو توڑ ڈالا اور تخت و تاج کی زحمت سے خود کو نجات دے دی۔

آپ نے بہ وقت معراج اپنی نگاہ یا جلوہ گاہ کونین سے باہر اختیار کی جو مقام قاب قوسین کا خیمہ خاص تھا۔)

امیر خسرو(۱۲۵۳ء-۱۳۲۵ء)اس مرحلے کے متعلق لکھتے ہیں:

چوں به رخ عرش را منور کرد
زان مکان سر به لامکان برکرد
جلوه کرد ازورای کونینش
سر به درگاه قاب قوسینش
بر گرفت از میان حجاب خیال
تا در آمد به جلوه گاه خیال
شد به جای که جان نمی گنجید
خودهم اندر میاں نمی گنجید(۱۹)

(جب آپ نے اپنے چہرۂ انور سے عرش کو منور کر دیا اور دنیا کی حدود سے لامکاں کی طرف بلند ہوئے۔ جب آپ ﷺ ماورائے کونین جلوہ فرما ہوئے تو آپ ﷺ کا سرِ نیاز مقام قاب قوسین کے آستانۂ ناز پر تھا۔ آپ ﷺ کی ذات اور اللہ کی ذات کے درمیان سے خیال کا پردہ اُٹھالیا گیا۔ وہ اس مقام کے نوازش یافتہ ہوئے جہاں جان نہیں سما سکتی اور خود اپنے درمیان بھی نہیں سما سکتی۔)

واقعۂ معراج کی کفار و مشرکین کی طرف سے تکذیب کا سبب معراج کا اس مدتِ قلیل میں وقوع پذیر ہونا تھا کہ اس مختصر وقت میں اتنی طویل زمینی مسافت اور پھر عالمِ ملکوت کا سفر کر کے واپسی کیوں کر ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے مراحلِ معراج کو اتنی سرعت سے طے فرمایا۔ شعرا نے اس مضمون کو کئی رنگ سے باندھا ہے۔

شده از صخره تا سوی رفرف
قاب قوسین لطف کرده بکف
گفته و شنیده و آمده باز
هم درآن شب به جایگاه نماز(۲۰)

(وہ عظیم الشان پتھر جو بیت المقدس میں ہوا میں معلق ہے اور جس کا نام صخرہ ہے، آپ ﷺ صخرہ سے رفرف کی جانب روانہ ہوئے۔ رفرف عرش معلّیٰ تک آپ ﷺ کی ذات کو لے گئی اور مقام قاب قوسین کے الطاف و عنایات آپ ﷺ کی ہتھیلی پر رکھ دیے گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ سے شرف گفت و شنید حاصل کیا اور اسی شب اپنی نماز کی جگہ پر وواپس بھی تشریف لے آئے۔)

به گامی گزشته ز هفت آسمان
زده خیمه در عالم لامکان
ز حضرت چنان باز گشته سبک
که جای قرارش نگشته خنک(۲۱)

(ایک قدم میں آپ ﷺ سات آسمان سے گزر گئے اور انھوں نے جہاں لامکان میں اپنا خیمہ گاڑ دیا۔ حضور عالی مقام اتنی جلدی لامکاں سے واپس آئے کہ ان کی آرام کی جگہ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔)

معراج جسمانی اور شبِ معراج میں رؤیتِ الٰہی سے متعلق امیر خسروؔ کے اشعار نظامیؔ اور کسائیؔ سے زیادہ صریح ہیں۔

ناظر دیدار پسندیده گشت
و ز بی دیدن همه تن دیده گشت
یافته عین الله و عین الیقین
دیده به دو عین خدا را مبین
او به یقین دیده جمال عزیز
ما هم امید است که بینیم نیز
دید و شنید آنچه نگنجد به هوش
دیده همیں بود و همین بود گوش(۲۲)

(دیدارِ خاص کو دیکھنے والا شرفِ پسندیدگی سے بہرہ یاب ہوا اور اس طرح کے دیکھنے میں تمام جسم نگاہِ شوق میں تبدیل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو عین الیقین کے درجے پر دیکھنے

کے شرف سے رسول اللہ ﷺ فیض یاب ہوئے۔ آپ ﷺ نے نہایت یقین سے
اللہ کے حسن و جمال، جو لائق صد محبت ہے، کا مشاہدہ کیا۔ ہمیں بھی امید ہے کہ ہم اس
جمال سے بہرہ یاب ہوں گے۔ وہ دیکھنا اور وہ سننا جس کا کیفیت ہوش میں بھی احصا نہیں
کیا جا سکتا۔ نگاہ اور کان، سماعت و بصارت کیفیتِ دید و شنید میں ڈھل گئے۔)

عطار، نظامی، امیر خسرو، سلمان ساوجی اور دیگر شعرا نے معراج ناموں میں برّاق کی سرعت، شگفتگی، نورانیت، درخشندگی، ظاہری زیبائی، خوش عنائی، عمدہ مسافرت، بزرگی و عظمت، خوشبو، اس کا جنتی ہونا اور ایسی تمام صفات بیان کی ہیں جو معروف تفاسیر سے اخذ و مربوط ہیں۔ معراج ناموں کا ایک پہلو یہ بھی رہا ہے کہ شعرا نے سیرِ آسمانی کے ذکر میں ساتوں افلاک اور اجرامِ فلکی، اصطلاحات، علمِ نجوم اور سیارات کی خیال انگیز تصویر کشی سے کلام کو پیچیدہ اور ادق بنا دیا ہے اور بعض اوقات ستاروں کی دیدارِ پیغمبر پر خوشی کی کیفیت کا بیان اصطلاحات فلکیات و نجوم سے واقفیت و استفادے کا ساختہ اظہار معلوم ہوتا ہے۔ پروفیسر حسن سرباز نے مثنوی "اسرار نامہ" کے حوالے سے فرید الدین عطار (۱۱۴۶ء-۱۲۲۱ء) کے درج ذیل اشعار نقل کیے ہیں:

ذنب چوں رأس پیش او کشیدہ
زسہمش ہمچو عقرب دم بریدہ
بہ سرھنگیش چوں جوزا کمر بست
ترازو آمد و شاہین در بست
کمان پیشش کمان از زہ فرو کرد
دو خانہ داشت وقف جان او کرد
حمل بر جدی در بریان نھادند
ز مہ تا گا و ماہی خوان نھادند
اسد چوں شیر شاد روان او شد
چو چرخی دلو سر گردانِ او شد
چو ھر خواہران رویش بدیدند
ز شوقش مقنع از سر بر کشیدند

دو نسرین بی صفت گشتند حاضر
کہ تا واقع نگر دد ہیچ طائر(۲۳)

(جب بھڑ نے اپنا سر اس کے سامنے کھینچا تو اس کے خوف سے بچھو کی مانند اس کا سانس کٹا رہ گیا۔ جب آپ ﷺ کی محافظت کرنے والے ابو بکر صدیقؓ نے ایک مقابل کی طرح کمر باندھ لی عدل و انصاف کے ترازو کی ڈنڈی سے در باندھ دیا گیا کمان کو کمان کے سامنے کنارے سے الگ کر دیا وہ دو گھر رکھتے تھے جو انھوں نے ان کی جان کے لیے وقف کر دیے۔ برج حمل برج جدی پر کمال طیش سے جیسے کچھ بھون رہا ہے اور چاند سے لے کر مچھلی تک یعنی فراز آسمان سے تہِ آب تک جیسے خور و نوش کا دستر خوان بچھا دیا گیا ہے۔ برج اسد شیر کی طرح خوش و خرم اس کے گرد چل رہا ہے اور برج دلو گھومنے والی چرخی کی طرح اس کے گرد سر گرداں ہے۔ جب بہنیں اس کے چہرے کو دیکھتی ہیں تو اپنی باریک اوڑھنی اپنے سر پر کھینچ لیتی ہیں۔ نسرین کے نام سے منسوب سیوتی کے پھول علاوہ نسر واقع اور نسر عائر جو اپنی صفت اور اوصاف کے بغیر ہی حاضر ہو جاتے ہیں۔ نسر واقع، نسر طائر نہ بن جائے۔)

"اسراء نامہ" میں یہ مضمون بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے جسمِ لطیف کو اس قابل کیا گیا کہ روح و جسم باہم عروج تک جا سکیں نیز جبر ئیل علیہ السلام کی آمد تیاریِ سفر اور عالمِ افلاک میں آپ ﷺ کے استقبال کو حوران و ملائک کی تیاریوں کا بھی ذکر ہے۔

شیخ سعدی (۱۲۱۰ء-۱۲۹۱ء) نے "بوستان" میں نعتیہ اشعار میں جبر ئیل علیہ السلام کے مقام سدرہ تک پہنچ کر رک جانے اور آگے پرواز نہ کر سکنے کو یوں بیان کیا ہے:

شبی بر نشست از فلک بر گزشت
بہ تمکین و جاہ از ملک در گذشت
چناں گرم در تیہ قربت براند
کہ بر سدرہ جبریل از او باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ ای حامل وحی، بر تر خرام

چو در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم(۲۴)

(معراج کی رات سوار ہوئے اور آسمانوں سے آگے نکل گئے جب کہ مرتبہ اور مقام میں فرشتوں سے بھی بڑھ گئے۔ میدان قرب میں سواری کو ایسا دوڑایا کہ جبریل امین بھی سدرہ پر دیکھتا رہ گیا۔ آپ ﷺ نے جبریل کو فرمایا: اے حاملِ وحی میرے ساتھ کیوں نہیں چلتا۔ جب تو نے مجھے دوستی میں مخلص پایا ہے تو جبریلؑ نے عرض کیا کہ میں تو تھک گیا ہوں اور اتنا کہ اب میرے پروں میں سکت نہیں رہی۔ اگر بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو اللہ کے انوار و تجلیات کو برداشت نہ کرتے ہوئے جل جاؤں گا۔)

جن فارسی شعرا نے توصیفِ محمد ﷺ بالخصوص معجزاتِ محمد ﷺ پر قلم فرسائی کی ہے، ان میں ایک اہم نام مولانا عبدالرحمن جامیؒ (۱۴۱۴ء-۱۴۹۲ء) کا ہے۔ معجزۂ اسریٰ و معراج میں خاص عنایتِ الٰہی سے آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں جو منازلِ اسرار طے کی گئیں، جامی نے جابہ جا انھیں بیان کیا ہے۔ شبِ معراج آپ ﷺ کی عرش کی طرف روانگی، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں تحفۂ دیدارِ الٰہی، انوار و تجلیات کے عالم میں آپ ﷺ کا تنہا سفر، جامی نے ان امتیازات کو شان رسالتِ محمدی کا غماز قرار دیا ہے۔ یہ شرف و عنایات واضح کرتی ہیں کہ آپ ﷺ محبوبِ خداوند اور انسانِ کامل ہیں:

برد بیدار حق شب از بطحا
بہ تن او را بہ مسجد اقصیٰ
کرد از آنجا مقربہ پشت براق
متوجہ بہ قطع سبع طباق
بر سماوات یک بہ یک بگذشت
با ہمہ انبیاء ملاقی گشت(۲۵)

(حق تعالیٰ ان کے جسمِ پاک کو بیداری کی حالت میں بطحا سے مسجدِ اقصیٰ لے گئے۔ انھوں نے براق کی پشت پر سواری کی یعنی پشتِ براق کو شرف تقرب بخشا گیا۔ اور آپ سات آسمانوں کے سات طبق کے فاصلوں کو قطع کرنے کی طرف متوجہ ہوئے وہ آسمانوں پر چشم زدن میں گزر گئے اور تمام انبیا سے ملاقات کی۔)

ز حد جہت پای بیرون نھاد
قدم از حد ھر کس افزون نھاد
بدید آنچہ موسیٰ بجست و ندید
شنید آنچہ موسیٰ چنان کم شنید
دل پاک او مخزن راز گشت
فقیر آمد اما غنی باز گشت(۲۶)

(انھوں نے طرف اور سمت کی حد سے اپنے پائے ناز کو باہر رکھا اور ہر شخص کی حد سے قدم آگے رکھا۔ حضرت موسیٰؑ نے ایک جست میں دیکھا اور نہ دیکھ سکے اور جو حضرت موسیٰؑ نے سنا ویسا تو کم ہی سنا گیا ہوگا۔ ان کا پاک دل رازوں کا خزانہ بن گیا وہ معراج میں کیفیت فقر میں آئے تھے اور مالا مال اور غنی ہو کر واپس گئے۔)

بی پردہ جمال دوست دیدی
وز پردہ بہ پردگی رسیدی
گشتی ھمہ دیدہ پای تافرق
در پر تو نور او شدی غرق۔۔۔
گفت ز زبان بی زبانی
بشنید کلام جاودانی
دریافت بہ تیز ھوشی ذوق
از تحت ھمان حدیث کز فوق
ھر نکتہ از آن شنیدۂ پاک
سرمایۂ صد ہزار ادراک(۲۷)

(آپ ﷺ نے جہاں دوست کو بے پردہ دیکھا اور آپ ﷺ پردے سے پردوں میں چھپی ذاتِ حق تک پہنچے۔ آپ سر سے پاؤں تک دیدۂ شوق بن گئے اور اللہ کے عکسِ نور میں غرق ہو گئے۔ انھوں نے زبانِ بے زبانی سے گفت گو کی اور ایک زندہ و پائندہ کلام کو سننے کا شرف حاصل کیا۔ انھوں نے تیز اور مستعد ہوش اور ذوق کے ساتھ تمام کلام اور گفت گو کو سر تا پا انہماک کے ساتھ سنا اور دریافت کیا۔)

پا ز عالی نھی سوی اعلیٰ
سرفرازی بہ اوج او ادنیٰ
ایں مقام نیست و آن کہ قوی
باشد اندر وراثت نبوی(۲۸)

(آپ ﷺ نے جب اپنے پائے ناز اس اعلیٰ و برتر ہستی سے شرف معراج حاصل کرنے کے لیے رکھے تو آپ اس بلندی سے بہرہ یاب ہوئے جس کو قرآن مجید میں (اوادنیٰ) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ مقام میسر نہیں آسکتا مگر اس کو جس کو اللہ وہ قوت عطا کرے جو کسی نبی کا ہی ورثہ ہو سکتی ہے۔)

فارسی شاعری کا مطالعہ کیجیے تو شاید ہی کوئی شاعر یا عارف ہو گا جس نے موضوعِ معراج کو شعری تجربے کا جزنہ بنایا ہو۔ مولانا جلال الدین رومی (۱۲۰۷ء-۱۲۷۳ء) کا کلام معرفت کا خزانہ ہے۔ عالم جبروت ولاہوت کے فراق میں بے چین روحِ انسانی کو رومی نے اس زندانِ مکانی سے رہائی پانے اور عالمِ لامکاں تک راہ ڈھونڈنے کا درس دیا۔ اس تصور کی لاشعوری کڑیاں واقعۂ معراج سے جڑی ہیں:

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید
خیرہ یوسف وار می باید دوید
تا کشا قفل ورہ پیدا شود
سوئی بیجائی شمار اجا شود(۲۹)

(اگرچہ دنیا کا کوئی شگاف نظر نہیں آتا ہے۔ یوسف کی طرح اندھا دھند بھاگنا چاہیے تاکہ تالا کھلے اور رستہ ظاہر ہو جائے لامکاں کی جانب تمھارے لیے جگہ ہو جائے)

مختلف نکتہَ ہائے دل کشا کے بیان میں فکرِ رومیؒ، روایتِ معراج سے کسبِ فیض کرتی نظر آتی ہے۔ انھوں نے مختلف پہلوؤں سے اپنے نکتہ ہائے نظر کو معراج سے مربوط کیا ہے:

قصد گنجے کن کہ ایں سود و زیاں
در تبع آید توآں را فرع داں
ہر کہ کارد مقصد گندم باشدش
کاہ خود اندر تبع می آیدش
قصد در معراج دید دوست بود
در تبع عرش و ملائک ہم نمود(۳۰)

(خزانے کا ارادہ کر، کیوں کہ یہ نفع و نقصان تبعاً حاصل ہو جائے گا۔ اس کو تو فرع سمجھ جو بھرتا ہے اس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے۔ بھوسا تبعاً اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا۔ تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دے گئے۔)

عشق کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے واقعہَ معراج اور واقعہَ جبل طور کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ عشق ہی ہے جو ایک خاکی جسم کو افلاک تک لے گیا اور یہ عشق ہی تھا جس سے کوہ طور رقص کرنے لگا اور ہوشیار ہو گیا۔

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد(۳۱)

(خاکی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پہ پہنچا۔ پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا۔)

فارسی میں معراجِ محمد ﷺ کے اسرار و حقائق پر مبنی شاہ کار تخلیق "جاوید نامہ" ہے۔ جاوید نامہ فکری اعتبار سے اقبالؒ کی اہم تصنیف ہے۔ اقبال نے اپنے اس روحانی سفر کی روداد میں دقیق، فلسفیانہ مباحث پیش کیے ہیں۔ یہ فکر اقبال کے ارتقا کا انتہائی مقام ہے اس عظیم شعری و فکری تخلیق میں اقبال کا یہ پیغام تکمیل کو پہنچتا ہے کہ محمد ﷺ کی پیروی کرے تو انسان افلاک تک رسائی پا سکتا ہے انتہائی عظمت و بلندی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔ اقبال کا مدعا یہ ہے کہ مسلمان اس تب و تاب کا حامل ہو تا کہ وہ انسانی صلاحیتوں کے انتہائے کمال کا مظہر بنے، تبھی دیدار کی منزل تک پہنچ سکتا ہے:

مردِ مومن در نسازد باصفات
مصطفیٰ راضی نشد اِلّا بہ ذات
چیست معراج؟ آرزوئے شاہدے
امتحانے رو بروئے شاہدے(۳۲)

(مردِ مومن صفاتِ الٰہی پر قناعت نہیں کرتا چناں چہ حضور اکرم محمد مصطفیٰ ذات سے سوا پر راضی نہ ہوئے۔ معراج کیا ہے؟ کسی شاہد، گواہ کی آرزو ہے کہ اس کے روبرو اپنا امتحان کیا جائے۔)

نہ صرف اسلامی ادب بل کہ اسرارِ معراج اور خود صوفیہ کہ اپنی سیاحتِ علوی اور مشاہدۂ تجلیات کے ذکر نے غیر اسلامی ادب کو بھی متاثر کیا۔

دانتے نے اپنے تخیلی معراج کے مشاہدات کو "ڈیوائن کامیڈی" میں بیان کیا۔اس کتاب میں دانتے نے اپنے عہد کے یورپ کے تمام شعبہ ہائے زندگی کا محاکمہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب یورپ میں تموجِ احساس و شعور کا باعث ہوئی ۔ ایک مشہور ہسپانوی مستشرق اور محقق پروفیسر میگوائل آسن پلاسیوس نے ۱۹۱۹ء میں کتاب "اسلام اور ڈیوائن کامیڈی" میں ثابت کیا کہ دانتے کی ڈیوائن کامیڈی، معراج النبی ﷺ اور اسلامی تصوف و اسلامی ادب کی روایات سے ماخوذ ہے۔ دانتے کے اس شاہ کار پر واقعۂ معراج کی روایات، ابنِ عربی کی "فتوحاتِ مکیہ" اور ابوالعلا المعری کی "رسالۃالغفران" کے اثرات کا پروفیسر موصوف نے بہ خوبی تجزیہ کیا ہے ۔ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ "ڈیوائن کامیڈی" سے "جاوید نامہ" تک کسی اور مسلم صوفی یا مفکر کی اس موضوع پر عام معراج ناموں کے علاوہ کوئی نمایاں علمی وادبی، فلسفیانہ یا روحانی کاوش کا ذکر نہیں ملتا۔ اردو کے ابتدائی ادب میں بھی معراج کا ذکر روایتی حد تک ہے۔ البتہ جدید دور میں حکیمانہ نکتہ رسی کے ساتھ بیشتر اصنافِ سخن میں اسرارِ معراج کا بیان ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے


(۱) ابوالقاسم قشیری، رسالۃالقشیریۃ، مترجمہ: پیر حسن، اسلام آباد: تحقیقاتِ اسلامی، ص ۳۱۸
(۲) شیخ فریدالدین عطار، تذکرۃالاولیا، لاہور: الفاروق بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء، ص ۱۱۰
(۳) ایضاً، ص ۱۱۷
(۴) ایضاً، ص: ۱۱۷۔۱۲۰
(۵) ڈاکٹر اسلم انصاری، ادبیاتِ عالم میں سیر افلاک کی روایت، لاہور: اردو اکیڈمی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۹
(۶) ایضاً، ص ۲۰۔۳۷
(۷) ڈاکٹر محمد ریاض، جاوید نامہ: تحقیق و توضیح، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۹۸ء، ۲۸

(۸) چودھری محمد حسین، مضمون: جاوید نامہ،(مشمولہ)"نقوش"اقبال نمبر،۱۹۷۷ء، ص۱۴۲

(۹) یوان ابی بکر الصدیق، بیروت: دار صادر، الطبعۃ ثانیہ، ۲۰۰۳ء، ص۵۶۔۵۷

(۱۰) دیوان امام البوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،(مترجم: حافظ محمد ذکاءاللہ سعیدی)، جہلم: بک کارنر شوروم، س ن، ص۵۰

(۱۱) البوصیری، امام، قصیدہ بردہ شریف،(مترجم: فیاض الدین نظامی)، کراچی: تاج کمپنی، ۱۳۷۷ھ، ص۲۸۔۳۰

(۱۲) محمود سامی باشا البارودی، کشف الغمۃ فی مدح سید الامۃ، طبع اول، المصر: مطبعۃ الجریدہ، ۱۳۲۷ھ، ص۱۷۔۱۸

(۱۳) نجیب فاضل، دیوان السلام،(ترجمہ و تحقیق و تعلیق: عبدالرزاق برکات)، طبع دوم، القاہرہ، دار الھدایہ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۶ء، ص۱۲۸

(۱۴) مجید حاجی زادہ، تابستان معراج پیامبر (ص) در شعر فارسی، مشمولہ: مجلہ عرفانیات در ادب فارسی، ۱۳۹۱ھ، سال سوم، شمارہ ۱۱، ص۶۱۔۶۲

(۱۵) ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتح پوری، فارسی ادب کا اولین قد آور نعت گو شاعر، مطبوعہ دبستان نعت، انڈیا: شمارہ نمبر ۲، جنوری، دسمبر ۲۰۱۷ء، ص۱۱۰

(۱۶) دیوان حکیم سنائی غزنوی، اصفھان، مرکز تحقیقات رایانہ ای قائمیہ، س ن، ص۵۹۲

(۱۷) مجید حاجی زادہ، مجلہ عرفانیات در ادب فارسی، بحوالہ سابقہ، ص۶۸

(۱۸) ایضاً، ص۷۱

(۱۹) ایضاً، ص۷۴

(۲۰) ایضاً

(۲۱) پروفیسر حسن سرباز، بررسی تطبیقی اسرا و معراج در مدائح نبوی بوصیری و عطار نیشاپوری،(مشمولہ) دوفصلنامۂ ادبنامۂ تطبیقی، سال اول، شمارہ دوم، بہار و تابستان، ۱۳۹۶ھ، ص۱۷

(۲۲) شیخ سعدی، بوستانِ سعدی، بہاولپور: نظامیہ کتاب گھر، س ن، ص۹

(۲۳) عبدالرحمٰن جامیؔ، مثنوی ہفت اورنگ، چاپ اول، تہران: مرکز مطالعات ایرانی، ۱۳۷۸ھ، جلد دوم، ص۴۲۳

(۲۴) ایضاً، ص۲۳۳

(۲۵) ایضاً، جلد اول، ص۲۷۹

(۲۶) جلال الدین رومی، مثنوی مولوی معنوی (دفتر پنجم)،(مترجم: قاضی سجاد حسین)، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۷۸ء، ص۱۱۷

(۲۷) جلال الدین رومی، مثنوی مولوی معنوی (دفتر دوم)، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۷۶ء، ص۲۱۵

(۲۸) ایضاً، ص۴۲۳

(۲۹) ایضاً، ص۲۳۳

(۳۰) ایضاً، جلد اول، ص۲۷۹

(۳۱) جلال الدین رومی، مثنوی مولوی معنوی (دفتر اول)، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۷۴ء، ص۳۳

(۳۲) علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال (فارسی)، مترجمہ: پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، لاہور: مکتبہ دانیال، ۱۹۸۱ء، ص۷۰۶


❖ ❖ ❖